بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ٹیلیفون نمبر ۳۳ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

قادیان

خطبہ نمبر ۱۶

یوم جمعہ

جلد ۳۳ | ۱۱ ماہ ہجرت ۱۳۲۴ھ ش | ۲۸ جمادی الاول ۱۳۶۴ھ | ۱۱ مئی ۱۹۴۵ء | نمبر ۱۱۱

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۰ ماہ ہجرت۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق ۱۱ بجے شب کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت آج بھی پیٹ میں درد کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت امُّ المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت دردِ سر اور ضعف کی وجہ سے زیادہ ناساز ہے۔ احباب خاص طور پر دعائے صحت کریں۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی طبیعت سردرد کی وجہ سے ناساز ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔ [illegible] اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

آج بعد نماز عصر مسجد مبارک میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے دینیات کلاس کے طلباء سے ان کے تعلیمی کورس پورا کر لینے پر ملاقات کر کے شرف مصافحہ بخشا۔ اور بعض ہدایات فرمائیں۔ اس کے بعد مکرم چودھری مشتاق احمد صاحب باجوہ مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ نے [illegible]

خطبہ جمعہ

خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ مشورہ دیں

کہ آئندہ نسلوں میں قربانی محنت اور کام پر رقت کرنے کی روح کس طرح پیدا کی جائے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۴ ماہ ہجرت ۱۳۲۴ھ ش مطابق ۴ مئی ۱۹۴۵ء

مرتبہ: مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دیالگڑھی مولوی فاضل

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

تین دن کی بات ہے۔ ڈلہوزی میں میں نے ایک رؤیا دیکھا کہ کوئی شخص مارلین نامی انگریز ہیں وہ کہتے ہیں۔ کہ چالیس سال کے عرصہ تک کانگڑہ کے ضلع میں میرے جیسا اور عقلمند آدمی پیدا نہیں ہوگا۔ یا شائد یہ کہا ہے کہ پایا نہیں جائیگا۔ میں اس وقت رؤیا میں سمجھتا ہوں کہ مارلین سے وزیر مراد ہے۔ جو لیبر پارٹی کی طرف سے وزارت میں شامل ہیں۔ یہ فقرہ سنکر میرے دل میں فوراً یہ بات گذری۔ کہ انشاء اللہ انہوں نے نہیں کہا۔

اگر یہ انشاء اللہ کہہ لیتے

تو اچھا تھا۔ پھر ساتھ ہی میرے دل میں یہ سوال بھی پیدا ہوا۔ کہ کانگڑے کے ساتھ ان کا کیا تعلق ہے کانگڑہ ہندوستان کا علاقہ ہے۔ اور یہ انگلستان کے رہنے والے ہیں۔ اس سوال کے پیدا ہوتے ہی میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی۔ کہ کانگڑے کا لفظ استعارۃً انگلستان کے لئے بولا گیا ہے۔ اور کانگڑے میں چونکہ آتش فشاں پہاڑ ہیں اس لفظ میں انگلستان کی آئندہ حالت کو ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ

انگلستان میں

بھی بہت کچھ ردّو بدل اور اتار چڑھاؤ کا زمانہ آرہا ہے۔ اور جس طرح آتش فشاں علاقے میں زلزلے آتے رہتے ہیں۔ اسی طرح انگلستان میں بھی سیاسی اور اقتصادی اتار چڑھاؤ رونما ہونے والے ہیں۔ اور مسٹر مارلین کے قول کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایسے تغیرات اور فساد کے وقت میں سب سے اچھا کام کرنے والا ثابت ہونگا

اس رؤیا سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جنگ جو بظاہر اب ختم ہو رہی ہے۔ اس کو ختم نہیں سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ اس

جنگ کے نتائج میں

بعض اور ایسی باتیں پیدا ہونے والی ہیں جن کی وجہ سے شورش اور جھگڑے اختلافات اور مناقشات کا سلسلہ جاری ہو جائیگا۔ اور نہ صرف یہ کہ یہ جھگڑے اور فسادات جیسا کہ پہلی بعض رؤیا میں بتایا جا چکا ہے انگلستان سے باہر رونما ہونگے۔ بلکہ خود انگلستان میں بھی مناقشات اور اختلافات کا دروازہ زیادہ وسیع ہو جائیگا۔ اور انگلستان کانگڑے کے علاقہ کی طرح ایک

آتش فشاں مادہ رکھنے والا ملک

ثابت ہوگا۔ مگر ساتھ ہی اس میں اس بات کی خبر معلوم ہوتی ہے۔ کہ انگلستان ان جھگڑوں اور فسادات کے نتیجہ میں تباہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ رؤیا میں ایک شخص کی زبانی یہ کہا گیا ہے۔ کہ میرے جیسا دانا اور سمجھدار آدمی اتنے سالوں میں کوئی نہیں ہوگا ایسا فقرہ وہی کہا کرتا ہے۔ جو ان مناقشات اور فسادات کو کم کرنے یا دور کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ ممکن ہے۔ کہ لیبر پارٹی کی وجہ سے جن خطرات کا امکان پایا جاتا ہے۔ وہ خطرات

مسٹر مارلین کے اثر کے نتیجہ میں

دور ہو جائیں یا کم ہو جائیں۔ یا ممکن ہے کہ مسٹر مارلین اپنی پارٹی کو بدلکر کسی اور پارٹی میں شامل ہو جائیں۔ اور ان کو ایسا کام کرنے کا موقعہ مل جائے بعض دفعہ ناموں کی تعبیر بھی ہوتی ہے۔ ممکن ہے اس نام کی بھی تعبیر ہو۔ مجھے اس وقت اس نام کے معنے معلوم نہیں۔ اور اگر ظاہر مراد ہے۔ تو اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ مسٹر مارلین کو کوئی بڑا کام کرنے کا موقعہ ملیگا۔

میں اس سے پہلے

مسٹر مارلین کے متعلق ذاتی طور پر کوئی واقفیت نہیں

رکھتا۔ مجھے ان کے متعلق بہت ہی کم ذاتی واقفیت ہے۔ جو نہ ہونے کے برابر ہے۔ لیکن اخباری لحاظ سے بھی مسٹر مارلین کے متعلق کوئی ایسی معلومات حاصل نہیں۔ جن کی وجہ سے ان سے کوئی لگاؤ ہو۔ بعض لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ خوابیں دماغی خیالات کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو میری خواب میں ان لوگوں میں سے کسی کا نام آنا چاہیئے تھا۔ جن کے ساتھ ہمارے ذاتی تعلقات رہے ہیں۔ یا جو

سیاسی لحاظ سے زیادہ اہمیت

رکھتے ہیں۔ یا جن سے ہماری جماعت کو کام پڑتے ہیں۔ اگر اس بناء پر کوئی نام آتا۔ تو سیاسی لحاظ سے مسٹر چرچل کا نام آنا چاہیئے تھا یا ہندوستان کے تعلقات کے لحاظ سے مسٹر ایمری کا نام آنا چاہیئے تھا۔ یا پرانے تعلقات کے لحاظ سے ارل ونٹرٹن۔ مسٹر بٹلر یا لارڈ ہیلیفکس کا نام آنا چاہیئے تھا یا کشمیر کے معاملہ کے وقت کی گول میز کانفرنس کے لحاظ سے لارڈ لوتھین کا نام آنا چاہیئے تھا [illegible]

کہلاتے تھے یہ وہ لوگ ہیں جن میں سے بعض کے ساتھ ہمارے تعلقات جماعتی طور پر رہے ہیں اور ہم نے ان سے کوئی کام لیا ہے۔ اور بعض وہ ہیں جن سے چوہدری ظفر اللہ خانصاحب کو ملنے کا موقعہ ملا ہے۔ یا بعض لوگ ایسے ہیں جن سے براہِ راست ہمارا کوئی تعلق نہیں لیکن [illegible] زندگی میں اہمیت رکھتے ہیں۔ پس یہ

الٰہی خواب ہونے کا ایک نشان

اور ثبوت ہے۔ کہ ایسے شخص کے متعلق خبر دی گئی ہے۔ جن کے ساتھ گذشتہ زمانہ میں ہمارا کوئی تعلق نہیں رہا اور عقل باور نہیں کر سکتی کہ ایسے شخص کو چننے کی دماغ کوئی خاص مناسبت رکھتا تھا۔ دماغ تو ایسے ہی آدمیوں کو چن سکتا ہے۔ جن کے ساتھ سابق میں کوئی تعلق رہا ہو۔ لیکن ایسا شخص جس کے ساتھ نہ ہمارے دوستوں کا کوئی تعلق ہے۔ نہ ہی ہمارا اس سے کوئی واسطہ ہے۔ اور نہ ہی اس نے کوئی ایسا کام کیا ہے جس کی وجہ سے وہ نمایاں حیثیت سے آگے آیا ہو اور لوگوں کی توجہ اپنی طرف کھینچ رہا ہو۔ اس کا نام بتایا جانا۔ اس امر کا

بیّن ثبوت

ہے کہ یہ خواب دماغی نہیں بلکہ خدائی ہے

اس کے بعد میں

آج کے خطبہ کا مضمون

لیتا ہوں۔ میں نے بار بار جماعت کو توجہ دلائی ہے۔ کہ قومیں اگلی نسل سے بنا کرتی ہیں۔ کوئی قوم اپنی زندگی کا اعتبار نہیں کر سکتی اگر اس کی اگلی نسل کار آمد۔ نیک اور محنتی نہ ہو۔ جب کبھی قوم پر زوال آتا ہے تو آئندہ نسلوں سے آتا ہے۔ اور جب بھی ترقی ہوتی ہے۔ تو وہ بھی آئندہ نسلوں سے ہوتی ہے۔

دوام بخشنے والی چیز اولاد ہی ہے

اگر اولاد انسان کو حاصل ہوتی ہے تو اس خاندان کا نام رہتا ہے اور اگر اچھی اولاد حاصل ہوتی ہے تو اس کے مذہب اور اس کی قوم کا نام رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو انسان کے اندر اولاد کی خواہش رکھی ہے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان کو دوام بخشنا چاہتا ہے۔

ہر ماں اور ہر باپ

ایک لڑکے یا لڑکی کی جستجو میں رہتے ہیں جن گھروں میں اولاد نہیں ہوتی باپ بھی اور مائیں بھی سخت غمزدہ ہوتی ہیں۔ کبھی طبیبوں سے علاج کراتے ہیں کبھی دائیوں سے مشورے لیتے ہیں کبھی دعائیں کرتے اور دعائیں کراتے ہیں کہ ہمارے ہاں اولاد نہیں۔ اولاد ہو جائے۔ حالانکہ اولاد کیا فائدہ پہنچاتی ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ ہزاروں ہزار انسان دنیا میں ایسے ہیں [illegible] فیصدی نہیں بلکہ نوّے فیصدی لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اپنی

اولاد سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا

اگر تو نوّے فیصدی لوگ ایسے ہوتے کہ ان کی اولاد انہیں فائدہ پہنچاتی اور ان کی خبر گیری کرتی۔ تو ہم سمجھتے کہ اولاد کی خواہش انسان کے اندر اس لئے پیدا ہوتی ہے۔ کہ وہ اولاد سے فائدہ اٹھائے مگر ہم تو دیکھتے ہیں۔ کہ ادھر اولاد جوان ہوتی ہے۔ اور ادھر وہ اپنے بیوی بچوں کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے۔ سینکڑوں بوڑھے میرے ذاتی علم میں ایسے ہیں جو اس بات کے محتاج تھے کہ ان کی خبر گیری کی جاتی مگر ان کے لڑکوں یا لڑکیوں نے ان کی طرف توجہ نہیں کی۔ کیونکہ وہ لڑکیاں اپنے خاوندوں یا لڑکے اپنی بیویوں کے چونچلوں میں مشغول ہو گئے۔ یہ نظارہ عام طور پر دنیا میں نظر آتا ہے۔ کہ گھروں میں

ماں باپ کی قدر

نہیں کی جاتی۔ گو بعض قدر کرنے والے بھی ہوتے ہیں۔ مگر وہ خدمت سے قاصر رہتے ہیں ادھر وہ جوان ہوئے اور ادھر ان کے ماں باپ دنیا سے چل بسے تو جب بالعموم یہ بات دنیا میں نظر آتی ہے تو ان حالات میں یہ شدید خواہش جو انسان کے دل میں اولاد کے متعلق پائی جاتی ہے۔ وہ

دماغی تاثرات کا نتیجہ

نہیں قرار پا سکتی۔ بلکہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ محض طبعی خواہش ہے۔ عقلی خواہش کی بنیاد ہمیشہ دلیل اور تجربہ پر ہوتی ہے۔ لیکن طبعی خواہش کی بنیاد کسی دلیل پر نہیں ہوتی پس جب دنیا میں اسباب کی کوئی دلیل نظر نہیں آتی تو معلوم ہوا کہ یہ طبعی خواہش ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے بنی نوع انسان میں تسلسل قائم رکھنے کے لئے رکھی ہوئی ہے۔

کہتے ہیں کہ اولاد سے نام قائم رہتا ہے مگر نام کے لحاظ سے بھی دیکھا جائے تو کہاں قائم رہتا ہے۔ کوئی پوچھے کہ تمہارے

پڑدادا کا نام

کیا ہے تو لوگ کہہ دیتے ہیں پتہ نہیں۔ حالانکہ پڑدادا قریب کی چیز ہے۔ پڑدادا کے معنے ہیں باپ کا دادا۔ تو دنیا میں ہزاروں لاکھوں آدمی ایسے ہیں۔ جو اپنے پڑدادا کا نام نہیں [illegible] سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی اس مسجد کے دروازہ پر کھڑا ہو جائے اور وہ ہر گزرنے والے سے پوچھے کہ تمہارے پڑدادا کا کیا نام ہے۔ تو مجھے یقین ہے کہ پچاس فیصدی لوگ یہ کہیں گے کہ ہمیں پتہ نہیں (جب میں خطبہ کے بعد گھر آیا تو مجھے ایک خاتون نے بتایا کہ ہم پانچ عورتیں اکٹھی بیٹھی ہوئی تھیں خطبہ کے بعد ہم نے ایک دوسرے سے اس کے پڑدادا کا نام پوچھا تو پانچ میں سے صرف ایک کو پڑدادا کا نام معلوم تھا) جب اتنی جلدی لوگ اپنے باپ دادوں کا نام بھول جاتے ہیں تو پھر اس دلیل کی کیا حقیقت باقی رہ جاتی ہے۔ کہ اولاد ہو گی۔ تو ہمارا نام قائم رہیگا۔

نام کہاں قائم رہتا ہے؟

کتنے لوگوں کی اولاد ہے جو اپنے ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کا ذکر کرتی ہے؟ ان لوگوں کو دیکھو جن کے والدین فوت ہو چکے ہیں اور سوچو تو سہی کہ وہ کتنی دفعہ اپنے ماں باپ کا ذکر خیر کرتے ہیں؟ بہت کم لوگ ایسے ہیں جو اپنے والدین کو یاد رکھتے ہیں۔ تحریک جدید سے اس بات کا پتہ لگ جاتا ہے۔ تحریک جدید میں حصہ لینے والوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اپنے ماں باپ کی طرف سے حصہ لیا ہے۔ مگر یہ لوگ دس فیصدی بھی نہیں بلکہ پانچ فیصدی بھی نہیں۔ پانچ فیصدی کے حساب سے پانچ ہزار میں سے اڑھائی سو بنتے ہیں۔ مگر میرے خیال میں تو اڑھائی سو بھی ایسے نہیں جنہوں نے اپنے ماں باپ کی طرف سے حصہ لیا ہو۔ (بعد میں اندازہ لگوایا گیا تو وہ لوگ جنہوں نے ماں باپ کی طرف سے حصہ لیا ہے صرف دو سو کے قریب ہیں) تو ماں باپ کا تعلق بالکل قریب کا تعلق ہے۔ مگر لوگ ان کو بھی یاد نہیں رکھتے ماں باپ کس طرح تکلیف اٹھا کر اور اپنی ضرورت کو پیچھے ڈال ڈال کر بچوں کی پرورش کرتے اور ان کو پڑھاتے لکھاتے ہیں لیکن وہی بچے جب بڑے ہو جاتے ہیں تو وہ اپنے

والدین پر ایک پیسہ خرچ کرنے میں بھی دریغ

محسوس کرتے ہیں میرے پاس کئی ایسے جھگڑے آتے ہیں اور ماں باپ آکر یہ شکایت کرتے ہیں کہ ہم ضعیف ہو گئے ہیں اور ہمارے لڑکے ہماری خدمت نہیں کرتے۔ جب لڑکوں سے پوچھا جائے تو کہتے ہیں تنخواہ تھوڑی ہے۔ دو اڑھائی سو روپیہ تو ملتا ہے مشکل سے اپنا گذارہ ہوتا ہے۔ ان کی خدمت کہاں سے کریں؟ لیکن وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ ان کے باپ کا گذارہ ان سے بھی کم تھا۔ لیکن اس کے باوجود ان پر خرچ کرتے تھے۔ غرض ہر نسل کی نظر آگے کی طرف جا رہی ہے۔ جس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر اولاد کی خواہش کا مادہ اس لئے رکھا ہے تا کہ بنی نوع انسان کے تسلسل کو جاری رکھے اگر یہ خواہش نہ ہوتی تو دنیا کے واقعات کو دیکھ کر اکثر ماں باپ اولاد پیدا کرنے کے مخالف ہوتے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ماں باپ مصیبتیں اٹھاتے ہیں۔ دکھ سہتے ہیں۔ بھوکے رہتے ہیں۔ بچہ جننے کی وجہ سے ماؤں کو ہزاروں قسم کی بیماریاں لگ جاتی ہیں پھر بھی ان کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ بچے ہو جائیں حالانکہ بچوں سے ان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا سوائے نیک اور وفا شعار اولاد کے۔ پھر بھی چھ چھ سات سات بچے ہونے پر بھی اگر درمیان میں وقفہ پڑ جائے تو عورتیں کہتی ہیں مدت سے بچہ نہیں ہوا۔ ایک بچہ اور ہو جائے ساری عمر عورت کا خون اولاد کے پیدا کرنے میں بہتا چلا جاتا ہے۔ مگر وہ پروا نہیں کرتی کئی عورتیں مونہہ سے تو کہتی ہیں۔ کہ ہمیں اولاد کی خواہش نہیں۔ مگر ان کی باتوں سے عیاں ہو جاتا ہے۔ کہ وہ صرف شرم و حیا کی وجہ سے ایسا کہہ رہی ہیں۔ ورنہ ان کا دل اولاد نہ ہونے کی وجہ سے زخمی ہوتا ہے۔ پس اولاد کی خواہش ایک

طبعی خواہش

ہے۔ اور یہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ اس کے پیچھے جو جذبہ خدا تعالیٰ نے رکھا ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ نسل انسانی قائم رہے۔ گو انسان اس کو شکل یہ دیتا ہے کہ نام قائم رہے۔ اور گو نام بھی کچھ مدت تک قائم رہتا ہے۔ باپ کا نام بیٹے نے یاد رکھا یا دادا کا نام پوتے نے یاد رکھا۔ اور بعض خاندانوں میں چار چار پانچ پانچ پشت تک بھی نام قائم رہتا ہے

لیکن بعض جگہ نام بالکل قائم نہیں رہتا۔ بیٹے باپ کا نام لینا اور یہ کہنا کہ ہمارے باپ کا یہ نام تھا پسند نہیں کرتے۔ بلکہ وہ جگہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ جہاں ان کے باپ نے غربت میں زندگی گزاری ہو۔ کیونکہ اس جگہ رہنا وہ ہتک سمجھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کسی ہندو کا قصہ

سنایا کرتے تھے۔ کہ اس نے مصیبت اٹھا کر اور تکلیف برداشت کر کے اپنے لڑکے کو پڑھایا لکھایا اور اسے گریجوایٹ کرایا۔ اس وقت گریجوایٹ ہونا بھی بڑی بات تھی۔ اس لئے وہ ای۔ اے۔ سی ہو گیا۔ باپ اس بات کو سنکر کہ میرا لڑکا ڈپٹی ہو گیا ہے۔ بہت خوش ہوا۔ اس وقت بڑے سے بڑا درجہ یہی سمجھا جاتا تھا۔ کہ کوئی ہندوستانی۔ ای۔ اے۔ سی ہو جائے۔ اس وقت اسے گورنری کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ اسلئے وہ بڑے شوق سے اپنے بیٹے سے ملنے کے لئے گیا۔ کہ ذرا میں بھی جا کر اس کی عزت میں شریک ہوں۔ اور میں بھی لوگوں سے سلام کراؤں۔ کہ میرا بیٹا ڈپٹی ہے۔ جب یہ وہاں پہنچا۔ تو ڈپٹی صاحب کرسیاں بچھا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور اسکے دوست ای۔ اے۔ سی تحصیلدار اور رؤسا اسکے پاس بیٹھے تھے۔ وہ تمام سوٹڈ بوٹڈ اور عمدہ لباس میں تھے۔ یہ بھی اپنی دھوتی اور جنیو پہنے ایک کرسی پر جا کر بیٹھ گیا اسکے لباس سے غربت ٹپکتی تھی۔ پہلے بھی غریب تھا۔ پھر لڑکے کی تعلیم اور پڑھانے لکھانے پر جو کچھ تھا۔ وہ سب خرچ ہو چکا تھا۔ اب اس کا سارا اثاثہ دھوتی اور جنیو ہی رہ گیا تھا۔ یہ بڑے فخر سے جا کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اول تو اسے امید تھی کہ میرا بیٹا آگے آ کر گلے ملیگا۔ جیسا پہلے ملا کرتا تھا۔ مگر بیٹے نے آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ اب تو اس بات میں کچھ کمی آ گئی ہے۔ مگر پہلے زمانہ میں چونکہ ہندوستانیوں کو اعزاز بہت کم ملتا تھا۔ اس لئے ایسے لوگ دوسرے لوگوں کو بہت حقیر سمجھتے تھے چنانچہ اس مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے بھی ایک شخص کو جس قسم کا گندا لباس میلی سی دھوتی اور جنیو لٹکائے ہوئے تھا کرسی پر بیٹھے دیکھا۔ تو اس امر کو برا منایا۔ اور حقارت سے کہنے لگے کہ یہ کون بدتہذیب ہے۔ جو بے ہیئت ہماری مجلس میں آ بیٹھا ہے۔ اس نالائق بیٹے نے بھی اپنی عزت جانے کے لئے جسے وہ عزت سمجھتا تھا کہا۔ "ایہہ ساڈے گھر دے ٹہلیئے نے" یعنی ہمارا پرانا نوکر ہے۔ اس لئے گستاخ ہو گیا ہے۔ باپ نے سنا اور حقیقت سمجھ لی۔ کہ میرے بیٹے کے دماغ میں تغیر آ چکا ہے۔ وہ غصہ سے کھڑا ہو گیا۔ اور ان لوگوں کو مخاطب ہو کر کہا۔ کہ "جی میں اینہاں دا ٹہلیا نہیں اینہاں دی ماں دا ٹہلیا ہاں" (یعنی میں ان کا نوکر نہیں۔

ان کی ماں کا نوکر

ہوں) اس فقرہ سے وہ لوگ حقیقت سمجھ گئے۔ ان کے اندر کچھ حیا تھی۔ وہ اسکے بیٹے کو ملامت کرنے لگے۔ اور کہا کہ بڑا افسوس ہے آپ کو چاہیئے تھا۔ کہ آپ ہمیں ان سے ملواتے۔ اور ان سے انٹروڈیوس کراتے۔ لاعلمی میں ان کی شان میں ہم سے ایسے الفاظ نکل گئے۔ جو نامناسب تھے۔ تو ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو اپنے ماں باپ کی کمزوری اور ان کی ادنےٰ حالت کو دیکھ کر اپنی جگہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ ملک بدل لیتے ہیں۔ وطن جانا چھوڑ دیتے ہیں۔ تاکہ پتہ نہ لگ سکے کہ ان کے ماں باپ غریب تھے۔ اور تاکہ وہ غریب والدین کی اولاد ہونے کی وجہ سے لوگوں کی نظروں میں ذلیل نہ ہو جائیں۔ پس دونوں قسم کے گروہ پائے جاتے ہیں۔ اور جو گروہ ماں باپ کا نام قائم رکھنے والا ہے۔ وہ بھی لمبے عرصہ تک نام قائم نہیں رکھ سکتا۔ اگر ماں باپ کا نام لمبے عرصہ تک قائم رکھنا ممکن ہوتا۔ تو ہمارے ملک میں میراثیوں کو جو

شجرہ نسب

یاد کرایا جاتا ہے۔ یہ نہ کرایا جاتا۔ کسی نے شعر کہا ہے ؎

عجب طرح کی ہوئی فراغت جو بار اپنا گدھوں پہ ڈالا

تو جس طرح گدھوں پر بوجھ ڈالکر فراغت حاصل کی جاتی ہے۔ یہ بھی اسی طرح کی فراغت ہے۔ کہ میراثیوں کو اپنے باپ دادوں کے نام یاد کرا دیئے جاتے ہیں۔ اور کہدیا جاتا ہے کہ چلو چھٹی ہوئی اب باپ دادا کا نام یاد رکھنے کی زحمت سے آزادی حاصل ہو گئی ہے پس انسان کے اندر اولاد کی خواہش پیدا کرنے میں اصل حکمت یہ نہیں کہ باپ دادا کا نام قائم رکھا جائے۔ بلکہ اصل میں تو خدا تعالےٰ کا منشا یہ ہے۔ کہ

بنی نوع انسان کے تسلسل

کو اس حکمت کے ماتحت قائم رکھا جائے۔ اور اس حکمت کے ماتحت اس نے ماؤں اور باپوں کے دلوں میں اولاد کی خواہش پیدا کر دی ہے۔ اور سب مرد اور سب عورت ۔ الا ماشاء اللہ جس کی فطرت مسخ ہو چکی ہو۔ یا جو اپنی قوت مردمی کھو چکا ہو۔ اس خواہش کے ماتحت ہی اولاد پیدا کرتے چلے جاتے ہیں۔ گھر میں کھانے کو کچھ نہیں ہوتا فاقے کر رہے ہوتے ہیں۔ مگر پھر بھی قبروں پر جا کر منتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ کہ اولاد ہو جائے بھلا کوئی پوچھے ایک روٹی میں تم گزارہ کرتے ہو۔ اگر ایک اور آ گیا۔ تو تم نصف کھاؤ گے اگر ان کو یہ سمجھاؤ۔ تو کہتے ہیں ہاں جی ہم آدھی ہی کھا لیں گے۔ مگر بچہ ہو جائے۔ تو یہ

انسانی فطرت کا ایک تقاضا

ہے۔ اور نسل انسانی کے قائم رکھنے کے لئے خدا نے اولاد کی خواہش پیدا کر دی ہے۔ اس کے مقابلہ میں دین اور تقوےٰ کو قائم رکھنے کے لئے اچھی نسل کا تقاضا ہوتا ہے۔ جس طرح نسل انسانی کے قائم رکھنے کے لئے اولاد کا تقاضا ہوتا ہے۔ اسی طرح نیک اور متقی نسل قائم رکھنے کے لئے اچھی اولاد کا تقاضا ہوتا ہے جس طرح وہ تقاضا اگر ماں باپ کے دماغوں میں کمزور ہو جائے۔ تو نوع انسانی تباہ ہو جائے۔ اسی طرح اگر یہ تقاضا کمزور ہو جائے کہ دین اور تقوےٰ کو قائم رکھنے کے لئے

نیک اولاد

پیدا کریں۔ جو کام کرنے والی اور محنتی ہو۔ تو تو قوم تباہ ہو جائے۔ ذرا ایک منٹ کے لئے اس بات کا خیال کر کے تو دیکھو۔ کہ اگر عورتوں اور مردوں کے دل سے اولاد پیدا کرنے کی خواہش مٹ جائے۔ تو کیا نسل انسانی مٹ نہ جائیگی۔ اور دس پندرہ یا بیس سال کے اندر نئی اولاد کا ملنا مشکل ہو جائیگا۔ کہ نہیں۔ اسی طرح سوچ لو۔ کہ اگر

نیک اور محنتی نسل

پیدا کرنے کی خواہش مٹ جائے۔ تو پندرہ بیس سال تک مذہب تباہ ہو جائیگا۔ کیونکہ جب نیک نسل پیدا کرنے کی خواہش نہ ہوگی۔ تو وہ تدابیر بھی اختیار نہیں کی جائینگی۔ جن سے آئندہ نسل نیک متقی دیندار اور محنتی ہو جس طرح محض اولاد پیدا کرنے کے لئے لوگ دعائیں کرتے اور دعائیں کراتے ہیں۔ اور وہمی لوگ تو ٹونے ٹوٹکے کرتے ہیں قبروں پر جاتے ہیں چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ اسی طرح ایک

مذہبی انسان کے لئے ضروری ہے

کہ اسکے اندر اچھی نسل پیدا کرنے کی خواہش ہو اور وہ اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے ایسے ذرائع استعمال کرے۔ جن سے اولاد نیک متقی دیندار اور محنتی ہو۔ میں نے بارہا جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ اگر ہم یہ چاہتے ہیں۔ کہ سلسلہ اچھے نام کے ساتھ اور حقیقی معنوں میں قائم رہے۔ تو

ہمارے لئے ضروری ہے۔

کہ ہم اپنی آئندہ نسل کو ایک متقی اور محنتی بنائیں آج دنیا میں مسلمان کہلانے والے بھی موجود ہیں عیسائی کہلانے والے بھی موجود ہیں۔ ہندو کہلانے والے بھی موجود ہیں۔ آخر یہ سب مذاہب شیطان کی طرف سے تو نہیں تھے۔ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہی تھے اللہ تعالےٰ نے ہی کرشن کو بھیجا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے ہی رامچندر کو بھیجا تھا اللہ تعالےٰ نے ہی حضرت مسیح کو بھیجا تھا۔ یہ نہیں کہ چونکہ ان کو نعوذ باللہ شیطان نے بھیجا تھا۔ اس لئے ان کی قومیں شیطان کے قبضہ میں چلی گئیں۔ بلکہ جس خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا۔ اسی خدا نے آپ کے آقا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ اس خدا نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت عیسےٰ (علیہ السلام) کو بھیجا۔ اسی خدا نے حضرت موسےٰ کو بھیجا۔ اسی خدا نے حضرت کرشن کو بھیجا اور اسی خدا نے حضرت رام چندر کو بھیجا تھا۔ اور جن معجزات اور جن کرامات کے ساتھ خدا تعالےٰ نے ہماری جماعت کو قائم کیا۔ ان سے بڑھ کر معجزات اور کرامات کے ساتھ خدا تعالےٰ نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جماعت کو قائم کیا۔ اور گو ہمارا یہ عقیدہ ہے۔ کہ جو معجزات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملے تھے سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو آپ سے بہر حال بلند مرتبت تھے۔ اور کسی نبی کو ایسے معجزات نہیں ملے۔ مگر بہر حال خدا کی قدرتوں سے ہی عیسےٰ کی جماعت قائم ہوئی۔ خدا کی قدرتوں کے ساتھ ہی موسےٰ کی جماعت قائم ہوئی۔ خدا کی قدرتوں کے ساتھ ہی کرشن کی جماعت قائم ہوئی

اور خدا کی قدرتوں کے ساتھ ہی رامچندر کی جماعت قائم ہوئی۔ مگر

کہاں ہیں اب وہ نشانات

اور کہاں ہیں اب وہ معجزات جو دلوں کو پگھلا دیتے تھے۔ اور جو حیوانوں کو انسان اور انسان کو فرشتہ اور فرشتہ خصلت انسانوں کو خدا کے مقرب اور عرش نشین بنا دیتے تھے۔ کہاں ہیں وہ کرامتیں اور وہ معجزات جو رامچندر اور کرشن نے دکھلائے جنہوں نے ہندوؤں کی کایا پلٹ دی تھی۔ کہاں ہیں وہ نشانات جو قرآن مجید میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نو بڑے بڑے نشانات حضرت موسیٰؑ کو دیئے گئے تھے کیا ان نشانات میں سے نصف یا ان کا چوتھا حصہ یا ان کا کوئی حصہ بھی اب دنیا میں باقی ہے؟ حضرت عیسیٰؑ کی نسبت عیسائی تو بیان کرتے ہی ہیں مسلمان بھی اس کو ایسا بڑھا چڑھا کر دکھاتے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰؑ کو تمام انبیاء سے بڑھا دیتے ہیں۔ ان کے معجزات میں سے علم غیب جانوروں کا پیدا کرنا۔ مردوں کو زندہ کرنا۔ بیماروں کو پھونک مار کر شفا دینا بہت کچھ بیان کرتے ہیں۔ لیکن جو معجزات بھی تھے بڑے یا چھوٹے وہ انبیاء کی سنت کے مطابق تھے۔ کیا آج ان معجزات میں سے کوئی بھی باقی ہے۔ حضرت مسیحؑ نے کہا ہے کہ اگر تم میں

ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان

ہوگا۔ اور تم پہاڑوں کو حکم دو گے کہ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جائیں تو تمہارے حکم سے پہاڑ بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جائینگے۔ مگر کیا ان معجزات میں سے کچھ بھی اب باقی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا انسان دنیا نے کہاں جنا اور کب جن سکتی ہے۔ وہ جو تمام بنی نوع انسان کا مقصود اور مدعا تھا جس کی خاطر دنیا پیدا کی گئی ہو کر امتیں آپ نے دکھائیں اور جو معجزات آپ سے ظاہر ہوئے۔

صحابہ کرامؓ کی قوت عملیہ تقویٰ اور اخلاص

سے پتہ لگتا ہے کہ ان کا سکھانے والا کتنا بڑا انسان تھا۔ مگر کیا وہ کرامتیں آج مسلمانوں میں نظر آتی ہیں۔ آج وہ کرامتیں اور وہ نشانات مسلمانوں کے دلوں میں بھی گدگدی اور ان کے دماغ میں بھی ہیجان پیدا کرتے ہیں مگر ایک ذرہ بھر حرکت بھی تو ان میں نہیں پائی جاتی

آخر یہ کیوں ہے؟ صرف اس لئے کہ بعد میں آنے والی نسلوں نے نشانات دکھانے والے سے تعلق قطع کر لیا ورنہ خدا تعالیٰ میں نشان دکھانے کی قدرت تو پھر بھی موجود تھی۔ اور نسل بھی موجود تھی۔ مگر اس زنجیر کے ٹوٹ جانے اور تسلسل کے کٹ جانے کی وجہ سے وہ ان نشانات سے فائدہ حاصل نہ کر سکی پس جو پہلوں سے ہوا وہی ہمارے ساتھ بھی ہوگا۔ کیونکہ جو قانون پہلے تھا وہی اب بھی جاری ہے۔ ابھی تو

ہماری ابتدائی حالت ہے

ابھی تو ہماری حالت ایسی ہی ہے جیسے کونپل نکلتی ہے۔ اگر اس حالت میں بھی ایثار کا مادہ کم ہو جائے قربانی کا مادہ کم ہو جائے عقل اور محنت سے کام کرنے کا مادہ کم ہو جائے اور دنیا داری بڑھ جائے۔ تو یقیناً ہمیں

مستقبل کے آنے سے پہلے ہی موت

کے لئے تیار ہو جانا چاہئے۔ میں نے بار بار اس بات کی طرف جماعت کو توجہ دلائی ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ ابھی اس طرف پوری توجہ نہیں کی گئی۔

ہمارے نوجوان

جو آگے آرہے ہیں ان کے اندر محنت کی عادت کم ہے۔ کام سے جی چراتے ہیں ذکر الٰہی کا مادہ ان میں کم ہے۔ میں نے

خدام کو کئی دفعہ توجہ دلائی ہے

کہ نوجوانوں کے اندر وہ یہ مادہ پیدا کریں مگر جہاں انہوں نے کچھ کام کیا ہے وہاں یہ حقیقی کام صفر کے برابر نظر آتا ہے۔ مجھے سب سے زیادہ جماعت کے لوگوں سے کام پڑتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ حقیقی قربانی اور محنت نوجوانوں میں کم نظر آتی ہے۔ اور تو اور

یہ واقفین

جو کہتے ہیں ہم نے زندگی قربان کر دی ہے۔ ان واقفین میں سے بھی بعض غیر معقول دماغ کے ایسے ہیں جو کہتے ہیں ہم نے کام کی ڈائری اس لئے نہیں دی کہ وقت زیادہ ہو گیا تھا ایک طرف وہ قوم ہے جسے ہم کافر اور بے دین کہتے ہیں جو چھ چھ سات سات دن بغیر آرام کرنے کے متواتر میدان جنگ میں لڑتے ہیں اور دوسری طرف یہ نوجوان ہیں جنہوں نے اپنی زندگیاں دین کی خدمت کے لئے وقف کی ہیں۔ لیکن یہ کہتے ہیں کہ چونکہ چھ بجے

تک کام کیا تھا اور وقت زیادہ ہو گیا تھا اس لئے ڈائری لکھنی مشکل تھی۔ اگر ایک دن زیادہ پڑھنا پڑ جائے تو کہتے ہیں آج زیادہ پڑھنا پڑ گیا تھا اس لئے باقی کام نہیں کیا۔ اگر ان کا یہ حال ہے جو واقفین ہیں اور جو یہ کہتے ہیں کہ اسلام کے لئے ہم سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ تو غیر واقفین کا کیا حال ہوگا ان کے اندر بھی ابھی وہ بیداری اور وہ روح نظر نہیں آتی اور ان کے اندر بھی ابھی وہ ارادہ پیدا نہیں ہوا کہ ان میں سے کسی کے سپرد کوئی کام ہو تو وہ کہے کہ

میں مر جاؤنگا مگر اپنے کام کو پورا کر کے چھوڑونگا

اگر ان کے اندر عام مومن کے ایمان کا کروڑواں حصہ بلکہ دس کروڑواں حصہ بھی ہوتا تو اگر سارا دن کام کرنے کے بعد بارہ گھنٹے اور لگتے تو ان کے اندر یہ خیال پیدا نہیں ہونا چاہئے تھا کہ انہوں نے بارہ گھنٹے یا بیس گھنٹے یا چوبیس گھنٹے کام کیا ہے اس لئے اب کام ختم کرنے سے پہلے آرام کرنا چاہئے زیادہ سے زیادہ یہی ہوتا کہ یہ

کام کرتے کرتے مر جاتے

اور کیا ہوتا؟ پاگل ہی ہیں جو کہا کرتے ہیں کہ مرنے سے بڑھ کر کوئی اور مصیبت ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کسی مجسٹریٹ نے ایک ملزم کو یہ سزا سنائی کہ اس کو پھانسی دے دی جائے تو وہ کہنے لگا کہ اس سے تو بہتر ہے کہ مجھے مروا ہی دیں۔ تو اس قسم کی باتیں جاہلوں اور پاگلوں کی طرف تو منسوب کی جا سکتی ہیں مگر ایک واقف جو یہ کہہ کر آتا ہے کہ میں مرنے کیلئے آیا ہوں کیا اسکے منہ سے اس قسم کے لفظ بیہودہ اور پوچ عذر نکلنے زیب دیتے ہیں۔ ایک شخص کو جو واقف زندگی تھا میں نے کام کے لئے سندھ بھیجا۔ چار دن کے بعد وہ بھاگ آیا اور آکر خط لکھ دیا کہ وہاں کام سخت تھا اس لئے میں اس کام کو چھوڑ کر بھاگ آیا ہوں اور اب روزانہ معافی کے خطوط لکھتا رہتا ہے۔ حالانکہ دینی جنگ کے میدان سے بھاگنے والے کو قرآن کریم جہنمی قرار دیتا ہے۔ اس کیلئے معافی کیسی۔ یہ

تحریک جدید کے واقف زندگی

ہیں۔ ان کی مثال کشمیریوں کی سی ہے۔ جن کے متعلق کہتے ہیں کہ مہاجہ نے ان کو بلایا اور کہا کہ سرکار کو لڑائی پیش آگئی ہے سرکار نے ہم سے بھی

مدد کے لئے فوج مانگی ہے۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم بھی لڑنے کے لئے جاؤ۔ جو افسر راجہ سے بات کرنے کے لئے آیا تھا۔ اس نے کہا حضور آپ کا نمک کھاتے رہے ہیں آپ کا حکم سر آنکھوں پر ساری عمر آپ کا نمک اسی لئے تو کھاتے رہے ہیں کہ لڑائی کریں۔ اگر مہاراج اجازت دیں تو میں ذرا فوجیوں سے بات کر آؤں۔ مہاراج نے اجازت دے دی۔ جب فوجیوں سے بات کر کے واپس آیا تو عرض کیا مہاراج فوج تیار ہے ان کو کوئی عذر نہیں۔ مگر وہ ایک عرض کرتے ہیں راجہ نے کہا کیا؟ کہنے لگا حضور سنا ہے پٹھانوں کے ساتھ لڑائی ہے۔ پٹھان بہت سخت ہوتے ہیں۔ اگر ہمارے ساتھ

پہرہ کا انتظام

ہو جائے۔ تو ہم لڑائی کے لئے تیار ہیں۔ تو ایسے ہی ہمارے نوجوان پیدا ہو رہے ہیں۔ وہ قربانیوں کے موقعہ سے ڈرتے ہیں۔ محنت سے کام کرنے سے ڈرتے ہیں۔ اور پھر وہ اپنے آپ کو

واقف زندگی اور مجاہد

کہتے ہیں اور ہر شخص اپنے نام کے ساتھ واقف اور مجاہد لکھنے کے لئے تیار ہے۔ مگر کام کرنے کے وقت ان کی جان نکلتی ہے۔ مگر بہرحال یہ لوگ تو وہ ہیں جنہوں نے کچھ نہ کچھ تو قربانی کی ہے ان میں بعض ایسے ہیں جو دنیوی طور پر اس سے زیادہ کما سکتے تھے۔ جتنا ان کو یہاں گذارہ ملتا ہے۔ لیکن دوسرے نوجوانوں کی حالت تو اور بھی بدتر ہے۔ میں نے بار بار توجہ دلائی ہے۔ مگر خدام نے کوئی ایسا رستہ نہیں نکالا جس کے ساتھ نوجوانوں کو

باقاعدہ اور متواتر کام کرنیکی عادت

ہو اور وہ یہ نہ کہیں کہ وقت زیادہ ہو گیا تھا۔ اس لئے کام رہ گیا بلکہ ان کے دل میں یہ احساس ہو کہ جو کام ہمارے سپرد کیا جائے ہم نے اسے ضرور کرنا ہے۔ اور اسے ختم کر کے چھوڑنا ہے چاہے ڈیسک پر بیٹھے بیٹھے یا میز پر بیٹھے بیٹھے یا فرش پر بیٹھے بیٹھے یا چلتے چلتے یا کام کرتے کرتے میری جان ہی کیوں نہ نکل جائے۔ جب تک یہ مادہ اور یہ حس پیدا نہیں ہوتی اس وقت تک ہم کبھی ترقی نہیں کر سکتے۔ اور کبھی بھی ہم تسلی

اور اطمینان کے ساتھ یہ امانت اگلی نسل کے سپرد نہیں کر سکتے۔

احمدیت کی محبت

اخلاص اور تربیت جھگڑوں سے روکتی ہے۔ مگر لوگ معمولی معمولی بات پر جھگڑتے ہیں۔ عہدوں پر جھگڑ کر ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ سارا نقص اس وجہ سے ہے۔ کہ احمدیت کی محبت دل میں نہیں۔ اگر احمدیت کی محبت ہوتی۔ تو کچھ بھی ہو جاتا۔ وہ اسکی پروا نہ کرتے۔ یہ لوگ ہسپتالوں میں جاتے ہیں۔ عدالتوں میں جاتے ہیں۔ کہیں ان کو چپڑاسی تنگ کرتے ہیں کہیں ان کو کمپونڈر دق کرتے ہیں۔ یہ ان ساری ذلتوں کو برداشت کرتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ جانتے ہیں۔ کہ ہمارے عزیز کی جان یا ہماری عزت خطرے میں ہے اگر

اسلام کی جان اور اسلام کی عزت

کی قدر ان کے دل میں ہوتی۔ تو یہ آپس میں ذرا ذرا سی بات پر کیوں جھگڑتے۔ تو فرق یہی ہے۔ کہ اپنے عزیز کی جان یا اپنی عزت ان کو زیادہ پیار ی ہے۔ اس لئے کچہریوں یا ہسپتالوں میں مجسٹریٹوں یا ڈاکٹروں کی جھڑکیاں کھاتے ہیں۔ اور ان کو برداشت کرتے ہیں۔ ان سے گالیاں سنتے ہیں۔ اور ہنستے ہوئے کہتے چلے جاتے ہیں۔ کہ حضور ہمارے مائی باپ ہیں۔ جو چاہیں کہہ لیں۔ مگر

خدا کے سلسلہ اور خدا کے نظام میں

معمولی بات سننے کے لئے بھی تیار نہیں ہوتے۔

وہاں ہسپتالوں میں دایاں اور نرسیں ان کو جھڑکتی ہیں۔ ڈاکٹر حقارت سے کہتا ہے۔ چلے جاؤ۔ تو یہ دروازہ کے پاس جا کر چھپ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے۔ کہ اگر میں نے اس کو ناراض کیا۔ تو میرے

عزیز کی جان خطرہ میں

پڑ جائے گی۔ لیکن ان کو احمدیت عزیز نہیں ہوتی۔ اسلام عزیز نہیں ہوتا۔ اس لئے سلسلہ اور نظام کی خاطر ادنیٰ سا برا کلمہ سننے کی تاب نہیں رکھتے۔

دوسری چیز محنت ہے۔ اگر واقعہ میں احمدیت کی محبت ہوتی۔ تو ضرور

نوجوانوں کے اندر محنت کی بھی عادت ہوتی

مگر ان کے کاموں میں محنت اور باقاعدگی سے کام کرنے کی عادت بالکل نہیں۔ اور اگر کوئی کسی کو اچھی بات بھی کہہ دے۔ تو وہ چڑ جاتا ہے۔ کہ اس نے مجھے ایسی بات کیوں کہی۔ پس میں پھر ایک دفعہ خدام کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ مشورہ کرکے میرے سامنے تجاویز پیش کریں۔ میں نے بھی اس پر غور کیا ہے۔ اور بعض تجاویز میرے ذہن میں بھی ہیں۔ لیکن پہلے میں جماعت کے سامنے اسی بات کو پیش کرتا ہوں۔ کہ وہ

مشورہ دیں

کہ آئندہ نسلوں میں قربانی اور محنت اور کام کو بروقت کرنے کی روح پیدا کرنے کے لئے ان کی کیا تجاویز ہیں۔ مگر یہ شرط ہے۔ کہ جو شخص تجویز پیش کرے۔ وہ اپنی اولاد کو پہلے پیش کرے۔ بعض لوگ لکھنے کو تو لکھ دیتے ہیں۔ کہ اس طرح سلوک کیا جائے۔ اس طرح نوجوانوں پر سختی کی جائے۔ مگر جب خود ان کے بیٹوں کے ساتھ سختی کی جائے۔ تو شور مچانے لگ جاتے ہیں۔ تو جو شخص اپنی تجاویز لکھے۔ وہ ساتھ یہ بھی لکھے۔ کہ میں

اپنی اولاد کے متعلق

سلسلہ کو اختیار دیتا ہوں۔ کہ وہ جو قانون بھی بنائیں۔ میں اپنی اولاد کے ساتھ اس سلوک کو جائز سمجھوں گا۔ اسی طرح خدام الاحمدیہ آپس میں مشورہ کرکے مجھے بتائیں۔ کہ نوجوانوں کے اندر

محنت اور استقلال

سے کام کرنے کی عادت پیدا کرنے کے لئے ان کی کیا تجاویز ہیں۔ نوجوان کام کے موقعہ پر سو فیصدی فیل ہو جاتے ہیں۔ اور کہہ دیتے ہیں۔ یہ مشکل پیش آگئی۔ اس لئے کام نہیں ہو سکا۔ وہ نوے فی صدی بہانہ اور دس فیصدی کام کرتے ہیں۔ یہ حالت نہایت خطرناک ہے۔ اسکو دیر تک برداشت نہیں کیا جا سکتا۔

پس خدام مجھے بتائیں

کہ نوجوانوں کے اندر محنت سے کام کرنے اور فرائض کو ادا کرنے میں ہر قسم کے بہانوں کو چھوڑنے کی عادت کس طرح پیدا کی جائے۔ مشورہ کے بعد ان تجاویز پر غور کرکے پھر میں تجاویز کرونگا۔ اور جماعت کے نوجوانوں کو ان کا پابند بنایا جائیگا۔ پہلے اسے اختیاری رکھیں گے۔ تاکہ یہ دیکھا جائے۔ کہ کون کون سے ماں باپ ہیں جو اپنے بچوں کو سلسلہ کی تعلیم دلانا اور ان کی تربیت کرانا چاہتے ہیں۔ اور جس وقت ہم اس میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اور ہمیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ ہمارا طریق درست ہے۔ تو پھر دوسرا قدم ہم یہ اٹھائیں گے۔ کہ اسے لازمی کر دیا جائے۔ بہرحال یہ کام ضروری ہے۔ اگر ہم نے یہ کام نہ کیا۔ تو

احمدیت کی مثال

اس دریا کی ہوگی۔ جو ریت کے میدان میں جا کر خشک ہو جائے۔ اور جس طرح بعض بڑے بڑے دریا صحراؤں میں جا کر اپنا پانی خشک کر دیتے ہیں۔ پانی تو ان میں اسی طرح آتا ہے۔ مگر صحرا میں جا کر خشک ہو جاتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی نالیاں پہاڑوں سے گذرتی ہوئی میلوں میل تک چلی جاتی ہیں۔ مگر بڑے بڑے دریا ریت کے میدانوں میں جا کر خشک ہو جاتے ہیں۔ پس یہ مت خیال کرو۔ کہ تمہارے اندر

معرفت کا دریا

بہ رہا ہے۔ اگر تم میں سستی کم محنتی اور غفلت کا صحرا پیدا ہو گیا۔ تو یہ دریا اس کے اندر خشک ہو کر رہ جائیگا۔ چھوٹی چھوٹی ندیاں مبارک ہونگی جو پہاڑوں کی وادیوں میں سے گذر کر میلوں میل تک چلتی چلی جاتی ہیں۔ مگر تمہارا دریا نہ تمہارے لئے مفید ہوگا۔ اور نہ دنیا کے لئے مفید ہوگا۔ پس

یہ آفت اور مصیبت

ہے۔ جسکو ٹلانا ضروری ہے۔ اس آفت کو دور کرنے کے لئے پہلے میں جماعت کے دوستوں سے فرداً فرداً اور

خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ سے

بحیثیت جماعت مشورہ چاہتا ہوں۔ انصار اللہ سے اس لئے کہ وہ باپ ہیں اور خدام الاحمدیہ سے بحیثیت نوجوانوں کی جماعت ہونے کے کہ ان پر ہی اس سکیم کا اثر پڑنے والا ہے۔ اور ہر فرد جس کے ذہن میں کوئی نئی یا مفید تجویز ہو۔ پوچھتا ہوں کہ وہ مجھے مشورہ دے۔ پھر میں ان سب پر غور کرکے فیصلہ کروں گا۔ کہ آئندہ نسل کی اصلاح کے لئے ہمیں کونسا قدم اٹھانا چاہیئے۔

قادیان میں جشن فتح کا پروگرام

ذیل میں جشن فتح کا وہ پروگرام درج کیا جاتا ہے۔ جو نظارت امور عامہ نے مرکزی جماعت کے متعلق تجویز کیا ہے۔ بیرونی احمدی جماعتیں بھی اپنے اپنے ہاں شکرانہ اور دعا اور جلسوں کا انتظام کریں۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے اس جنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظیم الشان پیشگوئیوں کی دوسری چمکار ظاہر کی۔ اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ اور تمام جماعت کی دعاؤں کو سنا۔ اور حکومت برطانیہ کو اس خطرناک جنگ میں مظفر اور کامیاب کیا۔

۱۱ مئی ۱۹۴۵ء

بعد از نماز جمعہ ...... شکرانہ و دعاء

۱۴ مئی ۔ روز دوشنبہ

۱۔ مدارس۔ کالج اور کارکنان صدر انجمن احمدیہ کا مشترکہ جلسہ کالج ہال میں۔ آٹھ بجے سے دس بجے تک

۲۔ ٹورنمنٹ مدارس و کالج۔ مختلف کھیلوں کے مقابلے۔ دس بجے سے چھ بجے تک

۳۔ تقسیم انعامات و مٹھائی

۴۔ کھانا غرباء و مساکین (رات کو)

۵۔ چراغاں مینارۃ المسیح اور شہر و مضافات

اختتام جنگ کے معاً بعد تشویشناک الجھنیں

یورپ میں جنگ کے اختتام کی خبر سے ساری دنیا میں خوشی اور مسرت کی لہر دوڑ گئی ہے۔ یہ ہولناک جنگ اپنے اثرات کے لحاظ سے دنیا کے قریباً ہر ملک پر محیط ہے۔ اشیاء خوردنی کی قلت اور گرانی، ملبوسات کی نایابی اور دیگر ضروریات زندگی کے حصول میں دقت ہر ایک کے سامنے ہے۔ ان حالات میں جنگ کے ختم ہونے پر مسرت وانبساط کے جذبات طبعی ہیں۔ دنیا فی الحقیقت امن کی محتاج ہے۔ اس کے بغیر علم اور تہذیب تمدن کی ترقی کی راہیں مسدود ہو جاتی ہیں۔ مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ اس کامل عالمگیر اور معیاری امن کا حاصل کرنا آج ایک لاینحل عقدہ بنا ہوا ہے۔ اس وقت جبکہ جنگ کے بادل چھٹ رہے ہیں۔ اور دنیا مطلع امن کو صاف اور روشن دیکھنے کے لئے ترس رہی ہے انہی پر پھر تاریک اور سیاہ گھٹائیں نمودار ہو رہی ہیں۔ جو کسی وقت بھی نہایت خطرناک صورت اختیار کر سکتی ہیں۔ کاش کہ دنیا خدائے واحد قدوس کے آستانہ کی طرف رجوع کرے۔ اور اس کے نازل کردہ کامل مذہب اسلام سے روشنی حاصل کر کے اسلامی اصول پر امن عالم کی نئی بنیادوں کو استوار کرے۔ اس کے بغیر پائیدار اور مستحکم امن یقیناً محال ہے۔ جو عمارت کمزور اور کھوکھلی بنیادوں پر بنائی جائے گی یقیناً جلد یا بدیر تباہ و مسمار ہوگی۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ امن عالم کی بنیادیں ان اصول پر قائم ہوں جو خدائے حکیم نے نازل فرمائے ہیں۔ کمزور اور محدود انسانی دماغوں کی خود غرضانہ تجاویز کی ناکامی میں کیسے شبہ ہو سکتا ہے۔ یعنی ماہرین سیاست نے تو ابھی سے یہاں تک کہنا شروع کر دیا ہے کہ آئندہ جنگ کا مشرق وسطیٰ کے تیل کے ذخائر سے تعلق ہے۔ بہر حال دنیا اس وقت امن کی از حد محتاج ہے۔ سان فرانسسکو کانفرنس شروع ہو کر کسی قابل ذکر مرحلہ تک نہ پہنچی تھی کہ پولینڈ کے نمائندوں کی اسیری کے مسئلہ پر بڑی طاقتوں کے درمیان کشیدگی کی خبریں آ رہی ہیں۔ روس نے پچھلے دنوں پولینڈ کے سولہ نمائندے جو پولینڈ کی لنڈنی حکومت کی طرف سے گفت وشنید کے لئے روس بھیجے گئے تھے۔ گرفتار کر لئے ہیں۔ برطانیہ عظمیٰ کے اخباروں نے ان خبروں پر بجا اضطراب کا اظہار کیا ہے۔ اخبار "مانچسٹر گارڈین" لکھتا ہے:-

"مارشل سٹالن اور ایم مولوٹوف نے تو فیصلہ کر لیا ہے کہ کریمیا کانفرنس ناقابل عمل ہے۔ اور آئندہ وہ اپنے زیر اثر تمام ممالک میں آزادانہ طور پر جو چاہیں گے کریں گے"۔

اخبار مذکور آگے چل کر لکھتا ہے:-

"پولینڈ کے معاملہ گفت وشنید کے انقطاع کی خبر نہایت مایوسی سے سنی جائیگی اگرچہ سمجھنا بھی مشکل ہے کہ مسٹر ایڈن (وزیر خارجہ انگلستان) اور مسٹر سٹیٹینس (وزیر خارجہ امریکہ) کے پاس اس کے سوا چارہ کار بھی کیا تھا؟ اس وقت صرف پولینڈ کا سوال ہی نہیں۔ بلکہ کریمیا کانفرنس کے سارے فیصلے معرض خطر میں ہیں جرمنی اور آسٹریا پر اتحادی طاقتوں کی مشترکہ حکومت کے معاملے میں یہ سب فیصلے آزمائش میں آنیوالے ہیں"۔

مشہور اخبار "ٹائمز" لکھتا ہے:-

"پولینڈ کے سولہ نمائندوں کی گرفتاری نے تشویشناک اضطراب پیدا کر دیا ہے۔ کیونکہ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ایک ایسے معاملے میں جس میں انگلستان اور امریکہ دونوں کو پوری طرح خبردار رکھنا چاہیئے تھا۔ روس پوری طرح چھپانا چاہتا ہے۔ جو نہایت حیرتناک ہے۔ ایسے موقعہ پر جبکہ نہایت ہی اہم امور پر مشورہ ہو رہا ہے یہ معاملات بہت ہی حوصلہ شکن ہیں۔ روس اس وقت اپنے مغرب میں تحفظ کے مسئلے میں قبل از وقت اور انتہائی طور پر الجھا ہوا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ پولینڈ کے مسئلہ سے زیادہ تر روس کا ہی تعلق ہے"۔

اخبار "ڈیلی میل" یوں رقمطراز ہے:-

"روس کے اپنے ہمسایوں اور اتحادیوں سے تعلقات "ستم انگیز" اور "پر راز" ہیں۔ اگر اگر دنیا نے پولینڈ کے سولہ آدمیوں کی گرفتاری کے معنی یہ لئے ہیں کہ روس یالٹا کانفرنس کے فیصلوں سے انحراف کر رہا ہے۔ تو اس کے لئے روس کو اپنے آپ کو ہی الزام دینا چاہیئے"۔

اخبار "نیوز کرانیکل" نے یہ رائے دی ہے کہ ان مشکلات کے پیدا ہونے کے معنی یہ ہیں کہ روس کو چاہیئے کہ اپنے مقبوضہ اور مفتوحہ علاقہ میں اخباری نامہ نگاروں کو آزادی سے آنے جانے دے۔

(ماخوذ از سول اینڈ ملٹری گزٹ مورخہ ۸ رمئی ۱۹۴۵ء)

اہل دانش اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ امور جو جنگ ختم ہوتے ہی نمودار ہو گئے ہیں۔ کس قدر مہیب اور نقصان دہ ثابت ہو سکتے ہیں سان فرانسسکو کانفرنس جو لیگ آف نیشنز کے تلخ اور مایوس کن تجربات کی روشنی میں منعقد کی جا رہی ہے۔ افسردگی اور ناکامی کی ابھی سے جھلک دکھا رہی ہے۔ آئندہ کیا ہوگا؟ اس کے متعلق تو وہی علیم وخبیر ہستی جانتی ہے۔ لاریب الٰہی نوشتے پورے ہو کر رہیں گے۔ اس زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیاں پوری ہو کر رہینگی۔ اور یقیناً احمدیت پورا اور عالمگیر غلبہ حاصل کر کے حقیقی اور روحانی امن قائم کرے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ مگر موجودہ خطرناک مسائل اس قابل ضرور ہیں کہ دنیا سمجھے۔ عبرت حاصل کرے اور آستانہ ازدی پر جھک کر اس کی مرضی کو پورا کرنا اپنا مقصد حیات سمجھے کہ اس کے بغیر عالمگیر امن کی خواہش بے معنی ہے۔

خاکسار: خلیل احمد ناصر

موعود خلیفہ اور مثیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاء

فرمایا:- "مومن کا اخلاص ہر مصیبت اور مشکل کے وقت اس کے کام آتا ہے۔ خواہ وہ اسکے سامنے کسی شکل میں کیوں نہ پیش ہو۔ میں سمجھتا ہوں ہماری جماعت کا وہ طبقہ جو اپنے دل میں نور ایمان رکھتا ہے۔ جو اپنے قلوب میں اخلاص اور محبت کی آگ رکھتا ہے جس کا ایمان زبانوں پر نہیں۔ بلکہ اس کے قلوب ایمان کی روشنی سے منور ہیں۔ وہ تحریک جدید دفتر اول کے گیارھویں سال اور دفتر دوم کے سال اول اور ترجمۃ القرآن کے بوجھ کو پوری ہمت کے ساتھ اٹھانے کو تیار ہو گا۔ وہ انتہائی کوشش کے ساتھ اس میں حصہ لیتے ہوئے خدا تعالیٰ کے سامنے سرخرو ہو جائے گا۔ اور اپنے نفس کے لئے دائمی ثواب حاصل کرے گا"۔ پس تحریک جدید کے مجاہد نوٹ کر لیں کہ انہوں نے ۳۱ رمئی تک اپنے اس فرض کو پورا کر لینا ہے۔ تا وہ السابقون میں ہونیکے علاوہ خدا کے "موعود خلیفہ" اور مثیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کے بھی حاصل کرنے والے ہوں اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

اشاعت نتیجہ میں التواء

"اسلامی اصول کی فلاسفی" کے امتحان کے نتیجہ کی اشاعت میں مہتمم کے رخصت پر چلے جانے اور بعض دیگر ناگزیر مجبوریوں کے باعث التواء کرنا پڑا ہے قادیان کے کچھ خدام کا صدر محترم کی ہدایت کے مطابق دوبارہ امتحان لیا گیا ہے۔ اب ان دونوں امتحانوں کا نتیجہ انشاء اللہ جلد اکٹھا شائع کر دیا جائے گا۔ امیدواران مطلع رہیں۔ خاکسار مشتاق احمد مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

فتح کی خوشی میں مبارکباد کے تار

جماعت احمدیہ مہاولنگر نے یوم فتح کے موقعہ پر مبارکباد کی تاریں ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند ہز ہائی نس فرمانروائے بہاولپور۔ پرائم منسٹر اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو ارسال کی ہیں۔ جن میں دلی مبارکباد پیش کرتے ہوئے جنگ کی فتح پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

فوجی دوستوں اور ان کے والدین کیلئے ضروری اعلان

جو دوست فوج میں بھرتی ہوئے ہوں۔ اگر وہ ایسی جگہ مقیم ہیں۔ جہاں جماعت قائم ہو چکی ہے۔ تو وہ اپنا چندہ جماعت مقامی کے ذریعہ بھجوائیں۔ ورنہ مرکز میں اطلاع دیکر براہ راست بھیجنے کی منظوری حاصل کر لیں۔ اگر براہ راست بھیجنے میں کوئی روک ہو تو اپنے والدین کے ذریعہ چندہ مرکز میں ارسال کرنے کا مناسب انتظام فرمائیں۔

نیز جماعت کے عہدیداران کو بھی اس امر کی پوری نگرانی کرنی چاہیئے کہ ان کی جماعت کے جو دوست فوج میں ملازم ہیں وہ ان کے والدین کے ذریعہ ماہوار چندہ وصول کریں اور جس جس جماعت سے کوئی دوست فوج میں بھرتی ہو گئے ہوں۔ وہاں کی جماعت کے سیکرٹری صاحب مال فوری طور پر ایسے دوستوں کی فہرست مع مکمل پتوں کے ارسال فرمائیں۔ اور وضاحت سے تحریر فرما دیں کہ ان میں سے کون کون سے دوستوں کی طرف سے چندہ مل رہا ہے

پڑھ کر سنائی۔ آخر میں چوہدری مسعود احمد صاحب نے "کمیونزم عمل کے میدان میں" کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ:- ٭

درخواست دعا

الحمد للہ کہ میرے عزیز بھائی عزیزم چودھری حمید اللہ خاں کے علاج کے سلسلہ میں پنی سیلین کا تیر اکورس مورخہ ۷ مئی ۴ بجے صبح ختم ہوگیا اور خدا کے خاص فضل سے بخار نارمل ہوگیا ہے۔ عام حالت رو بصحت ہے۔ عزیز موصوف اس وقت سولن (شملہ) میں ہے احباب جماعت سے خصوصاً صحابہ کرام سے درخواست ہے کہ عزیز کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ بیگم چودھری سر ظفر اللہ خاں صاحب۔

فضل عمر ہوسٹل یونین کا ہفتہ واری جلسہ

قادیان ۱۰ مئی۔ فضل عمر ہوسٹل یونین کا ہفتہ واری اجلاس آج زیر صدارت عبدالحمید صاحب حیدر آبادی منعقد ہوا تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد چودھری مختار احمد صاحب نے "موجودہ جنگ کا خاتمہ اور ہماری ذمہ داریاں" کے موضوع پر انگریزی میں تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ یورپ کی جنگ ختم ہوگئی ہے۔ اب ایک ایسی جنگ کا بگل بجنے والا ہے۔ جو رحمانی اور شیطانی طاقتوں کی آخری جنگ ہوگی اور اسکے لئے ہمیں ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔ اس کے بعد غلام محمد صاحب گجراتی نے "اسلامی تعلیم اور اسپرٹ" کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے کہا "اسلام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ ہم آپس میں بھائی بھائی ہوجائیں۔ اور آپس کے تنازعات مٹادیں" اس کے بعد فضل الٰہی صاحب انور نے اپنی ایک خود ساختہ نظم بعنوان "میں اس پاک بستی کے گن گا رہا ہوں" بخوش الحانی سے

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

ماسکو ۱۰ رمئی۔ ماسکو میں دو ہزار توپوں نے تیس دفعہ گولے چلا کر فتح کے دن سلامی دی۔ اسی موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے مارشل سٹالن نے کہا۔ کہ آج فتح کا شاندار دن آگیا۔ اور جرمنی نے شکست مان کر ہتھیار رکھ دیئے۔ چیکوسلواکیہ میں ایک جرمن دستے نے ابھی ہتھیار نہیں ڈالے۔ ہماری فوجیں جلد ان کا بھی دماغ ٹھیک کر دیں گی۔ ہٹلر نے شیخی بگھاری تھی۔ کہ وہ روس کو اس طرح کچل کر رکھ دیگا۔ کہ روس پھر نہ اٹھ سکے۔ آج اس کے الٹ ہو رہا ہے۔ روس جرمنی کو مٹانا نہیں چاہتا۔ یورپ میں لڑائی ختم ہو گئی ہے۔ اور آج سے امن کا زمانہ شروع ہو گیا ہے۔

ماسکو ۱۰ رمئی۔ پراگ پر روسیوں کا قبضہ ہو گیا ہے۔ کل رات خبر آئی تھی کہ جرمن مقابلہ کر رہے ہیں۔ ادھر یہ بھی اعلان ہوا تھا کہ روسی ٹینک شہر میں داخل ہو رہے ہیں۔ ریڈیو پر بتایا گیا تھا کہ جرمن ہوائی جہازوں نے معاہدہ توڑ کر گولہ باری کی۔ مگر اب معاملہ صاف ہو گیا ہے۔

لنڈن ۱۰ رمئی۔ اخباری نامہ نگاروں نے جو برلن میں موجود تھے متفقہ طور پر لکھا ہے۔ کہ برلن میں اتنی دیکھی اور اتنی سخت تباہی ہوئی۔ اور وہ اتنا تباہ ہو گیا ہے کہ اب اسکی مرمت نہیں ہو سکتی۔

لنڈن ۱۰ رمئی۔ کل جرمن ہائی کمان نے آخری اعلان کر دیا۔ کہ لڑائی ہر جگہ بند ہو چکی ہے۔

لنڈن ۱۰ رمئی۔ گورنگ اور کیسلرنگ کو ساتویں فوج نے گرفتار کر لیا ہے۔ گورنگ نے بتایا۔ کہ میں نے ہٹلر کو کہہ دیا تھا۔ کہ حکومت اب میرے سپرد کر دی جائے۔ مگر ۲۸ اپریل کو اس نے میری موت کا فیصلہ سنا دیا۔ اور اس کے بعد مجھے گرفتار کر لیا گیا۔ گورنگ پہلا جنگی مجرم ہے۔ جو ہاتھ آیا ہے۔ ہملر کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ وہ سویڈن میں ہے۔ کوئسلنگ کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اور ناروے کی جرمن فوج ہتھیار ڈال چکی ہے۔

نئی دہلی ۱۰ رمئی۔ کل رات حکومت ہند کے ممبر سر سلطان احمد نے تقریر براڈکاسٹ کی۔ جس میں بتایا۔ کہ ہندوستان نے اس جنگ میں کس قدر امداد دی ہے۔ اور فتح میں اس کا کتنا حصہ ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا۔ کہ ہندوستان کیا امیدیں باندھے بیٹھا ہے۔ چونکہ اس نے جنگ میں بڑی مدد دی ہے۔ اس لئے اسکی یہ خواہش بالکل درست ہے۔ کہ برطانوی کامن ویلتھ میں اسے آزاد اور برابر کا درجہ دیا جائے۔

کانڈی ۱۰ رمئی۔ رنگون کی حالت درست ہوتی جا رہی ہے۔ برطانوی کمانڈر نے رنگون کی گورنری سنبھال لی ہے۔ انہوں نے تقریر کرتے ہوئے بتایا۔ کہ ہم برما کے لوگوں کو جاپانیوں سے رہائی دلانے کے لئے واپس آگئے ہیں۔ برما کے لوگوں کو ہماری مدد کرنی چاہیئے۔

سان فرانسسکو ۱۰ رمئی۔ موسیو مولوٹوف ماسکو روانہ ہو گئے ہیں۔ دو فرانسیسی نمائندے بھی واپس چلے گئے ہیں۔

لنڈن ۱۰ رمئی۔ مسز چرچل نے جو ماسکو گئی ہوئی ہیں۔ مسٹر چرچل کا ایک پیغام بنام مارشل سٹالن ماسکو ریڈیو پر براڈکاسٹ کیا۔ جس میں بیان کیا گیا۔ کہ آپ نے اپنے ملک پر چڑھائی کرنے والے کو پیچھے دھکیل کر بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔ میں سچے دل سے آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ دنیا کی آزادی اور امن روس اور برطانیہ کی دوستی پر منحصر ہے۔

ڈبلن ۱۰ رمئی۔ اخبار ایوننگ نیوز کا نامہ نگار ڈبلن سے لکھتا ہے کہ تین پر اسرار اشخاص کے متعلق جو گذشتہ ماہ کے آخر میں ڈنمارک سے آمدہ ایک جرمن ہوائی جہاز کے ذریعہ آئرلینڈ میں اترے تھے۔ طرح طرح کی افواہیں پھیل گئی ہیں۔ ایک افواہ یہ ہے۔ کہ گورنگ ہٹلر ڈونیٹ اور لارڈ ہاہا آئرلینڈ میں پناہ گزیں ہو گئے ہیں۔ ڈبلن میں مقیم برطانوی سفیر جاکسی اس ضمن میں آئرلینڈ گورنمنٹ سے بات چیت کر رہے ہیں۔

ماسکو ۱۰ رمئی۔ روسی سفیر مینا کے دستے برلن کی چانسلری کے نیچے ہٹلر کی زمین دوز پناہ گاہ میں اسکی لاش کی تلاش کر رہے ہیں۔ پناہ گاہ میں ابھی دھواں بھرا ہوا ہے۔ لیکن سرخ فوج کے دستے گوئبلز کے کمرے سے ایک سوٹ کیس ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ جس میں خفیہ دستاویزات ہیں۔ اور ایک ایسی دستاویز بھی ہے۔ جس میں ہٹلر اور اس کے باڈی گارڈ کے بھاگنے کی سکیم درج ہے

ماسکو ۱۰ رمئی۔ جنگ کے خاتمہ کے اعلان کے باوجود تمام جرمنوں نے گذشتہ روز آدھی رات تک ہتھیار نہ ڈالے۔ کئی ابھی تک مزاحمت کر رہے ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہے۔ کہ وہ امریکن لائنوں میں پہنچکر ہتھیار ڈالیں۔

واشنگٹن ۱۰ رمئی۔ پریذیڈنٹ ٹرومین نے اپنے ایک اعلان کے ذریعہ جاپان کو یقین دلایا ہے۔ کہ اس کے غیر مشروط ہتھیار ڈالنے کا یہ مطلب نہیں کہ جاپانی قوم کو ختم کر دیا جائے گا۔ اس کا مطلب جنگ اور فوجی لیڈروں کے اثر و رسوخ کا خاتمہ ہے۔ جنہوں نے جاپان کو تباہی کے کنارے لا کھڑا کیا ہے۔ ایسے لیڈروں کو قرار واقعی سزا ملنی چاہیئے۔

لنڈن ۱۰ رمئی ماسکو ریڈیو نے آج ریڈ سٹار کے حوالہ سے اعلان کیا ہے۔ کہ جنگ میں روس کا جو نقصان ہوا۔ وہ یورپ کے کئی ممالک کے مجموعی نقصان سے بھی زیادہ ہے۔

لنڈن ۱۰ رمئی۔ ناروے کی جرمن یو بوٹیں جن کی تعداد ۲۵ بتائی جاتی ہے۔ ابھی تک اٹلانٹک اور شمالی سمندر میں سرگرم ہیں۔ ۴۰ کروزر سینکڑوں آبدوزیں جرمنی کے پاس موجود ہیں۔ خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے۔ کہ ان میں سے بہت سی ایڈمیرل ڈونیٹ کے احکام کی تعمیل نہ کرتی ہوئی اپنے آپ کو غرق کر دینگی۔

سان فرانسسکو ۱۰ رمئی۔ جنوبی امریکہ کے ڈیلیگیشن نے اعلان کیا ہے۔ کہ اگر اتحادی اقوام نے نئے چارٹر میں واضح الفاظ میں میکسیکو میں پاس شدہ پان امریکن ایکٹ کو تسلیم نہ کیا۔ تو وہ ورلڈ سیکورٹی کانفرنس سے علیحدہ ہو جائینگے۔

برلن ۱۰ رمئی۔ ماسکو کا مشہور بالشویک اخبار "پردوا" اب برلن سے بھی چھپنا شروع ہو گیا ہے۔ اس میں نازیوں کی شکست پر خوشی کا اظہار ہو رہا ہے۔ اور جرمنوں سے کہا جا رہا ہے۔ کہ وہ روسی حکومت سے تعاون کرکے شہر میں امن قائم کریں۔

لنڈن ۱۰ رمئی۔ اگرچہ روس نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ وہ برلن میں فری جرمن گورنمنٹ قائم کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔ مگر مغربی اتحادی اس قسم کے ہنگامی حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہتے ہیں۔ کہ اگر روس نے برلن میں فری جرمن گورنمنٹ قائم کر دی۔ تو اتحادی اس کے مقابلہ میں رنسٹیڈ فان پاپن وغیرہ گرفتار شدہ جرمن جرنیلوں پر مشتمل گورنمنٹ قائم کر دینگے۔

واشنگٹن ۱۰ رمئی۔ مسز وجے لکشمی پنڈت نے اتحادی اقوام کی کانفرنس کے سکرٹریٹ کے نام ایک میمو فسٹو میں جو یہ مطالبہ کیا ہے۔ کہ ہندوستان کی آزادی کا سوال کانفرنس میں رکھا جائے۔ وہ ٹھکرا دیا جائیگا۔ اور کسی سٹیج پر بھی کانفرنس میں سرکاری طور پر زیر بحث نہیں آئیگا۔

لنڈن ۱۰ رمئی۔ جب جرمن کے ہتھیار ڈالنے کے معاہدہ پر دستخط کئے گئے۔ تو جرمن جرنیل جوڈل نے پہلے انگریزی میں تقریر شروع کی۔ اس کے بعد جرمن زبان میں کہا۔ کہ ان دستخطوں کے ساتھ ہم جرمن قوم اور مسلح فوجوں کو بھلے یا برے کے لئے فاتح ہاتھوں میں سونپتے ہیں۔ اس جنگ میں جو پانچ سال سے زائد عرصہ جاری رہی۔ ہم نے اتنی فتوحات حاصل کیں۔ اور اتنی مصیبتیں اٹھائیں۔ کہ دنیا میں کسی دوسری قوم کے حصے میں نہیں آئیں۔ اس وقت میں صرف اس امید کا اظہار کر سکتا ہوں۔ کہ فاتح ہمارے ساتھ فیاضانہ سلوک کرینگے۔ ان ریمارکس کا اتحادیوں کی طرف سے کوئی جواب نہ دیا گیا۔ جرمن جرنیلوں نے تمام فوجی تمغے لگا رکھے تھے۔ جب انہوں نے سلوٹ کیا۔ تو وہ جرمن فوجی سلوٹ تھا۔ نازی سلوٹ نہیں تھا۔

لنڈن ۱۰ رمئی۔ ایک اور ہندوستانی نائیک شیر شاہ کو جو ۱۶ ویں پنجاب رجمنٹ میں شامل ہے۔ وکٹوریہ کراس دیا گیا۔

نئی دہلی ۱۰ رمئی۔ حکومت ہند نے فوجوں کی لام بندی ٹوٹ جانے کے بعد فوجیوں کو سول محکمہ جات میں کام پر لگانے کے لئے انتظامات شروع کر دیئے ہیں۔ اس مقصد کے لئے لیبر ڈیپارٹمنٹ کے ماتحت ۷۱ ایکسچینج کھولے جا رہے ہیں اور چھ ڈائرکٹر مقرر کئے جائینگے۔

لنڈن ۱۰ رمئی برطانوی پارلیمنٹ میں پرسوں اعلان کیا گیا۔ کہ حکومت آئرلینڈ۔ جو ایک برطانوی نو آبادی ہے۔ کے وزیر اعظم مسٹر ڈی ویلرا کی اس حرکت کے خلاف پروٹسٹ نہ کریگی۔ جو اس نے آئرلینڈ کے جرمن سفارت خانہ میں جا کر ڈبلن کے جرمن سفیر کے پاس ہٹلر کی موت کی ماتم پرسی کی۔ نو آبادیات کے انڈر سیکرٹری نے کہا کہ ڈی ویلرا کو خود ہی احساس ہو جائیگا۔ کہ اس کے خلاف کس قدر غم و غصہ کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

لنڈن ۱۰ رمئی۔ ۸ رمئی کو پارلیمنٹ میں مسٹر چرچل نے بتایا۔ گذشتہ جنگ عظیم کے بعد جب ہاؤس میں صلح کی شرائط اور جرمنی پر عائد شدہ پابندیوں کو پیش کیا گیا تھا۔ تو ممبران نے ان پر بحث کرنے کی خواہش نہ کی۔ بلکہ خدا کی شکر گذاری کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ لہذا میری تجویز یہ ہے۔ کہ اس ہاؤس کے ممبران سینٹ مارگریٹ کے گرجا ولیسٹ منسٹر میں عبادت کے دوران میں حاضر ہوں۔ اور خدا کی شکر گذاری کریں۔ چنانچہ مسٹر چرچل اپوزیشن لیڈر مسٹر ارتھر گرین وڈ کے ہمراہ آگے آگے چلے۔ اور ہاؤس کے ممبران ایک جلوس کی صورت میں گرجا گھر گئے۔ تماشائیوں نے ان کا استقبال تالیوں سے کیا۔ اس گرجا گھر میں پارلیمنٹ کے چند ممبران نے عبادت کی۔ سپیکر کے چیپلین پادری ایلین نے جو روزانہ ہاؤس میں عبادت کراتے ہیں۔ عبادت کرائی۔